سعودی عرب کے ساتھ رمضان وعیدین کیوں نہیں؟

مصنف

سید صابر حسین

مکتبہ غوثیہ
مین یونیورسٹی روڈ مین گیٹ عسکری پارک کراچی
021-34926110-34910584

سعودی عرب کے ساتھ
رمضان وعیدین کیوں نہیں؟

مصنف

سید صابر حسین

باہتمام حافظ محمد جمیل قادری و محمد نواز ہزاروی

مکتبہ غوثیہ

مین یونیورسٹی روڈ مین گیٹ عسکری پارک
بالمقابل جامعۃ الفاطمۃ للبنات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب: سعودی عرب کے ساتھ رمضان وعیدین کیوں نہیں؟ ....

مصنف: سید صابر حسین ....

باہتمام: حافظ محمد جمیل قادری و محمد نواز ہزاروی ....

کمپوزنگ: غوثیہ کمپوزنگ سینٹر متصل مکتبہ غوثیہ کراچی ....

پروف ریڈنگ: محمد اکرام عطاری ....

سن اشاعت: اگست 2011ء پہلا ایڈیشن ....

تعداد: 1100 ....

صفحات: 32 ....

قیمت: ....

اظہارِ خیال!

حمد وثنا اور درود برخیر الانام کے بعد فاضلِ نوجوان مفتی حافظ سید صابر حسین شاہ صاحب، ممبر زونل رویتِ ہلال کمیٹی (سندھ) کا تصنیف کردہ کتابچہ بنام ''سعودی عرب کے ساتھ رمضان وعیدین کیوں نہیں؟'' کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا۔ مولانا اس سے پہلے بھی کئی اہم موضوعات پر کتب لکھ چکے ہیں۔ رویتِ ہلال کمیٹی سے منسلک ہونے کے بعد جب انہوں نے دیکھا کہ ایک ہی ملک میں دو تین عیدیں منائی جارہی ہیں، تو انہوں نے فلکیات کے متعلق مطالعہ اور شرعی رویتِ ہلال کی حیثیت اور اس سے متعلقہ شرعی احکام کو محسوس کیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کتابچہ کو مرتب کیا۔ کتابچہ نہایت سلیس، عام فہم اور مدلّل ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ جو لوگ سعودی عرب کے ساتھ رمضان وعیدین کے اِنعقاد کو ترجیح دیتے ہیں، مولانا نے انہیں کے اسلاف کی تحریر سے انکار زبلیغ فرمایا۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیا کے مطالع مختلف ہیں اور دن رات میں کافی فرق ہے، لہٰذا اس وجہ سے عید کا ایک ساتھ ہونا بھی بہت مشکل ہے۔ نیز شرعاً ایک ساتھ عید کرنا کوئی فرض، واجب یا مستحب نہیں ہے، جس پر اصرار کیا جائے۔ جب نماز کے اوقات مختلف ہیں، روزہ رکھنے اور کھولنے کے اوقات بھی مختلف ہیں جبکہ اس پر کوئی یہ نہیں کہتا کہ روزہ بھی سعودی عرب کے وقت کے مطابق کھولیں گے تو عید منانے میں اصرار کیوں؟۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقلِ سلیم عطا کرے۔ یہ کتابچہ یقیناً صائب الرّائے اور متلاشیانِ حق کیلئے مفید ہوگا۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس سعیٔ جمیلہ کو قبول فرمائے۔

محمد اسمٰعیل غفرلہ

خادم دارالحدیث ودارالافتاء، دارالعلوم امجدیہ کراچی

اظہارِ خیال!

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَبْدَعَ الْاَفْلَاکَ وَالْاَرْضِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ کَانَ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَ اَصْحَابِہِ الطَّاھِرِیْنَ اَمَّابَعْدُ:

میں نے حضرت علامہ مولانا سید صابر حسین شاہ زید مجدہ الکریم مدرس دارالعلوم امجدیہ کراچی کا زیرِنظر مقالہ ''سعودی عرب کے ساتھ رمضان وعیدین کیوں نہیں؟'' اول سے آخر تک پڑھا۔ میں ان کی تائید کرتا ہوں۔ مولانا نے نہایت اِختصار کے ساتھ حقائق کا ذکر فرمایا ہے۔ اُمید ہے کہ قارئین اتفاق کرینگے۔ ہوسکتا ہے کہ مولانا کی یہ کاوش سعودی عربیہ کے علماء کے لئے غوروفکر کی دعوت ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ اہلِ اسلام کو حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

محمد رفیق حسنی

رکن مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی پاکستان

شیخ الحدیث ومفتی جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم، گلستانِ جوہر

اِنتساب!

میں اپنی اس حقیر سی کاوِش کو مفتیِ اعظم پاکستان، فقیہ العصر، پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن صاحب کے نام منسوب کرتا ہوں، جن کے مدبّرانہ اور دلیرانہ فیصلوں کی بدولت مسلمانانِ پاکستان رمضان وعیدین اپنے وقت پر ادا کرتے ہیں۔ اور جن کی ذات میرے لئے اُس بھٹی کی مانند ہے کہ جس میں ڈھل کر سونا کندن بن جاتا ہے۔

سید صابر حسین

عرضِ مؤلّف!

میں اس کتابچہ کی جملہ لغزشوں کو اپنی کوتاہی اور خصوصیات کو فضلِ ربی پر محمول کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا گو ہوں کہ وہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے میری جملہ کتب کو مقبولِ عام وخاص بنا کر اسے میری، میرے والدین، میری اولاد، جملہ اساتذۂ کرام اور مشائخِ عظام کے لئے ذریعۂ نجات بنائے، (آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آخیر میں قارئینِ کرام سے یہ گذارش کرتا ہوں، باوجود انتہائی کوشش کے اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو، تو وہ اُس پر احقر کو ضرور آگاہ کریں۔ ہر مثبت مشورے پر بصد شکریہ عمل کیا جائیگا، (ان شاءَ اللہ تعالیٰ)۔

نوٹ: قارئینِ کرام سے گزارش ہے کہ اپنی دعاؤں میں تمام مرحومین ومرحومات خصوصاً میرے والدین مرحومین، سید انظار الحق اور سیدہ مریم کو ضرور یاد رکھیں۔

گزشتہ کئی سالوں سے ملکِ خداداد پاکستان میں دو عیدوں کا مسئلہ انتہائی سنگین صورتِ حال اختیار کرتا جا رہا ہے، جو آگے چل کر کسی بڑے فساد و شر کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ اِسے دینی و مذہبی مسئلے سے ہٹا کر قومیت و عصبیت کا رنگ دینے کی گھناؤنی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر سابقہ ریکارڈ کو دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ عیدین اور رمضان المبارک کے چاند کے بارے میں اختلاف اکثریت کی رائے کے برخلاف پاکستان کے چند مخصوص علاقوں اور افراد کی جانب سے پیدا کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے بالعموم پورے پاکستان اور بالخصوص اُن علاقے کے لوگوں کو دینی تہوار کے پرمسرّت موقع پر انتہائی ذہنی کرب سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ سب سے اہم اور قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ اس کی وجہ سے پوری دنیا میں نہ صرف مسلمانوں کو تضحیک و تمسخر کا نشانہ بنایا جاتا ہے بلکہ غیر مسلموں، نام نہاد مغرب زدہ اور مادیّت پرست لوگوں کو اِسلام پر کھل کر اعتراض کرنے کا بہترین موقع مل جاتا ہے۔

مملکتِ پاکستان جو کہ پہلے ہی مختلف قسم کے داخلی و خارجی مسائل سے دوچار ہے، جن میں روز افزوں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ عوام الناس دہشت گردی، مہنگائی، غربت و افلاس، بے روزگاری، قتل و غارت گری، بدعنوانی اور دنیا میں پاکستان کی گرتی ہوئی ساکھ جیسے گھمبیر مسائل سے دوچار ہیں اور اس بات کے خواہاں ہیں کہ اے کاش کہ اُن کے موجودہ مسائل کو حل کرنے والا کوئی مسیحا اُنہیں مل جائے۔ لہٰذا اگر ان حالات میں رؤیتِ ہلال کے مسئلے کو بھی قومیت و عصبیت کا جامہ پہنا کر لوگوں کے مسائل میں مزید اضافہ کیا جائے اور اس کی بنیاد پر انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تو پھر اس کے قبیح و دوررس نتائج کو سنبھالنا انتہائی مشکل ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دل کی اَتھاہ گہرائیوں سے دعا

ہے کہ ہمارے ملک پر ایسا برا وقت کبھی نہ آئے اور اللہ رب العزت پاکستان کو موجودہ گرداب سے نکال دے، (امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

اصل موضوع پر آنے سے پہلے قارئین کرام پر یہ واضح کرتا چلوں کہ حکومت پاکستان کی قائم کردہ صوبائی اور مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹیوں میں ملک کے تمام مسالک یعنی اہلسنت، دیوبندی، اہلِ حدیث اور اہلِ تشیع کے سرکردہ علماء حضرات کو شامل کیا گیا ہے۔ان کے علاوہ کمیٹی کے ساتھ فنی ماہرین ،جن میں محکمہ موسمیات، پاکستان نیوی اور سپارکو کے نمائندے فنی معاونت کے لئے موجود ہوتے ہیں، اور ان سب کی متفقہ رائے کی روشنی میں تمام ممبران کی موجودگی میں چیئر مین مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی چاند کی رؤیت یا عدمِ رؤیت کا اعلان کرتے ہیں۔اس موقع پر ممبران کمیٹی کے علاوہ میڈیا کے نمائندے بھی ایک بڑی تعداد میں موجود ہوتے ہیں، جو کمیٹی کی تقریباً کارروائی کی عکس بندی کررہے ہوتے ہیں۔راقم الحروف بھی گزشتہ سال سے صوبائی رؤیتِ ہلال کمیٹی، (صوبہ سندھ) میں رکن کی حیثیت سے اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے، لہٰذا اِن تمام معاملات کا چشم دید گواہ بھی ہے۔علاوہ ازیں کراچی میں موجود مسلکِ دیوبند کی معروف دینی درسگاہ جامعۃ الرشید میں قائم شعبۂ فلکیات کے سربراہ مولانا سلطان ہمیشہ چیئر مین مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی پاکستان کے ساتھ رابطے میں رہتے ہیں، معلومات کا تبادلہ کرتے ہیں۔ اِن کے تقریباً پچاس مراکز قائم ہیں اور ان کی ماہانہ رپورٹس ان کے روزنامہ ''اسلام'' اور ہفت روزہ رسالے میں باقاعدگی سے شائع ہوتی ہیں۔راقم الحروف نے کئی مرتبہ بچشمِ خود چیئر مین مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کو چاند کے حتمی اعلان سے قبل مزید تشفی کے لئے جامعۃ الرشید کے شعبۂ فلکیات کے ماہرین سے رابطہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔یہ عمل محترم چیئر مین صاحب کی معاملہ فہمی، اعلیٰ ظرفی اور وسعتِ قلبی کا بین ثبوت ہے۔اس کے علاوہ جامعۃ الرشید کا

شعبۂ فلکیات اپنی ویب سائیٹ پر ہر ماہ کے چاند کی رؤیت کے بارے میں اعداد وشمار کے ساتھ تفصیلی معلومات فراہم کرتا ہے۔ گزشتہ سالوں کے ریکارڈ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند کی رؤیت اور عدمِ رؤیت کے بارے میں مرکزی رؤیت ہلال کے سابقہ تمام اعلانات جامعۃ الرشید کی اِعلان کردہ تاریخ سے موافقت رکھتے ہیں۔ جبکہ مسجدِ قاسم علی خان کے علماء کا اعلانِ رؤیت جامعۃ الرشید کی اعلان کردہ تاریخ سے عموماً ایک دن پہلے ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات مبنی بر حقیقت ہے کہ چاند کی رؤیت یا عدمِ رؤیت کا اِعلان شخصی رائے پر نہیں کیا جاتا، جیسا کہ بعض کم فہم اور عاقبت نا اندیش لوگ کہتے ہیں بلکہ شہادتوں کو ہر اعتبار سے پرکھنے اور تمام ارکان، علماءِ کرام اور فنی ماہرین سے مشاورت کے بعد متفقہ طور پر کیا جاتا ہے۔

آج کل مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے ارکان درجِ ذیل ہیں:

پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن، چیئرمین (اہلِ سنت وجماعت)، مفتی محمد رفیق حسنی (اہلِ سنت وجماعت)، علامہ شبیر احمد اظہری (اہلِ سنت وجماعت)، مولانا شبیر احمد کاکاخیل (مسلکِ دیوبند و ماہرِ فلکیات)، مولانا عبدالخبیر آزاد (مسلکِ دیوبند)، مولانا عبیداللہ پنہور (مسلکِ دیوبند)، مولانا عبد القوی (مسلکِ اہلِ سنت)، مولانا قاری روح اللہ مدنی (مسلکِ دیوبند)، میاں نعیم الرحمٰن (اہلحدیث مکتبۂ فکر)، اخوندزادہ مولانا عبدالمبین شاہ بخاری (مسلکِ اہلِ سنت وجماعت) اور علامہ قاضی نیاز حسین نقوی (شیعہ اثنا عشری)۔

جبکہ زونل رؤیتِ ہلال کمیٹی سندھ میں درجِ ذیل افراد شامل ہیں:

(۱) مولانا بشیر احمد نقشبندی (مسلکِ دیوبند) (۲) مولانا اسد دیوبندی (مسلکِ دیوبند) (۳) مولانا شاہ فیروز الدین رحمانی (اہلسنت وجماعت) (۴) مولانا حافظ محمد سلفی، جامعہ ستاریہ (اہلِ حدیث مکتبۂ فکر) (۵) راقم الحروف مفتی

سید صابر حسین (اہل سنت و جماعت) (۶) مولانا محمد صابر نورانی (اہل سنت و جماعت) (۷) علامہ سید علی کرار نقوی (شیعہ اثنا عشری) (۸) محترم محمد ریاض، چیف میٹرولوجسٹ (نمائندہ محکمہ موسمیات پاکستان) (۹) محترم غلام مرتضٰی، جنرل منیجر (نمائندہ پاکستان سپارکو Pakistan Space & Upper Atmosphere research Commission) (۱۰) جناب محمد توفیق لیفٹیننٹ کمانڈر (نمائندہ پاکستان نیوی، ہائیڈروگرافک ڈیپارٹمنٹ (Hydrographic Department)۔

ذیل میں زونل رؤیت ہلال کمیٹی (صوبہ سندھ) اور مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے تمام ارکان کی دستخط شدہ پریس ریلیز کا عکس منسلک کیا جا رہا ہے:

الحمد لله رب العالمين، الصلوة والسلام على رحمة للعالمين، سيدنا ومولنا محمد وعلى آله الطيبين الطاهرين وعلى صحابته المصطفين الصادقين وعلى كل من تبعهم باحسان الى يوم الدين۔

29 رجب المرجب 1431ھ
12 جولائی 2010

برادرانِ اسلام و عزیزانِ وطن!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں مفتی محمد رفیق حسنی، قائم مقام چیئرمین مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان آپ سے مخاطب ہوں۔ آج شعبان المعظم 1431ھ کے چاند کی رؤیت کا شرعی فیصلہ کرنے کے لئے مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان کا اجلاس میرے زیرِ صدارت، میٹ کمپلیکس، محکمہ موسمیات، موسمیات چورنگی، گلستان جوہر، کراچی میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان کے جو معزز ارکان شریک ہوئے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں [illegible]

زونل رؤیت ہلال کمیٹی کراچی کے جو ارکان اجلاس میں شریک ہوئے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں [illegible]

وفاقی وزارت مذہبی امور کی جانب سے [illegible] نے اہتمام اور رابطہ کار کے فرائض انجام دیے۔ محکمہ موسمیات کے [illegible] نے میزبانی کی سعادت کی اور اجلاس کے انعقاد کے لئے اپنی عمارت اور تمام سہولتیں فراہم کیں [illegible]

اس کے علاوہ پاکستان میں [illegible] زونل رؤیت ہلال کمیٹیوں کے اجلاس ان کے متعلقہ ہیڈ کوارٹرز پر منعقد ہوئے۔

ملک بھر میں اکثر مقامات پر مطلع ابر آلود تھا، پاکستان کے کسی بھی مقام سے شعبان المعظم کے چاند کی رؤیت کی شہادت موصول نہیں ہوئی [illegible] لہٰذا متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ آج چاند نظر نہیں آیا، لہٰذا یکم شعبان المعظم 1431ھ [illegible] 14 جولائی 2010ء بروز بدھ ہوگی۔

مفتی محمد رفیق حسنی
قائم مقام چیئرمین
مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج ۲۹ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ کو چاند کی رویت کا شرعی فیصلہ کرنے کے لئے مرکزی رویت ہلال کمیٹی اور زونل رویت ہلال کمیٹی سندھ کا اجلاس میٹ کمپلیکس، محکمہ موسمیات، یونیورسٹی روڈ کراچی میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں شریک علماء کرام کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

مفتی منیب الرحمٰن (چیئرمین)، مفتی محمد رفیق حسنی، مولانا شبیر احمد [illegible]، مولانا [illegible] المصطفیٰ اعظمی، مولانا محمد اسد میاں [illegible]، مولانا منظور احمد سلفی، مفتی سید صابر حسین، مولانا صابر نورانی، مولانا [illegible] اور مولانا [illegible] ربانی۔ فنی معاونت کے لئے جناب محمد ریاض صاحب چیف میٹرولوجسٹ، [illegible] اجلاس میں شریک ہوئے۔ تمام زونل رویت ہلال کمیٹیوں کے اجلاس ان کے اپنے اپنے ہیڈکوارٹرز پر منعقد ہوئے۔ ملک میں بعض مقامات پر مطلع بالکل صاف تھا اور بعض مقامات پر ابر آلود۔ پاکستان کے کسی علاقے سے ۲۹ ربیع الاول کو چاند کی رویت کی کوئی شہادت اطلاع موصول نہیں ہوئی، محکمہ موسمیات کی تمام رصدگاہوں سے بھی [illegible] عدم رویت کی رپورٹ ملی۔ لہٰذا اتفاق رائے سے فیصلہ کیا گیا کہ آج چاند نظر نہیں آیا، اور یکم ربیع الاول ۱۴۳۱ھ ۱۷ فروری [illegible] ہوگی اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۷ فروری ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ ہوگی۔

(مفتی منیب الرحمٰن)
چیئرمین
مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان

۱۶ فروری ۲۰۱۰ء

[illegible signatures]

ہمارے ہاں رمضان وعیدین کے چاند کے مسئلے کے حل کے لئے مختلف مکتبہ ہائے فکر کی جانب سے کئی حل پیش کئے جاتے رہے ہیں۔جن میں سے ایک یہ ہے کہ پاکستان میں رمضان، عیدین اور دوسرے مہینوں کو سعودی عرب کے ساتھ منسلک کردیا جائے یعنی سعودی عرب کے اِعلان کے مطابق پاکستان میں بھی رمضان اور عیدین کی جائیں تاکہ پوری دنیا میں رمضان وعیدین کے حوالے سے مسلم اُمہ کے درمیان یکسانیت و وحدت پیدا ہوجائے، جوکہ ہرایک دردِ دل رکھنے والے مسلمان کی دیرینہ خواہش ہے۔

ایسا ممکن ہے یا نہیں؟۔ اِس کا حتمی اور یقینی فیصلہ اکابر علماءِ کرام اور فلکیات کے ماہرین کرینگے۔ لیکن جہاں تک راقم الحروف کی رائے کا تعلق ہے، تو میری رائے میں ایسا ہونا چند وجوہ کی بنا پر عملاً ممکن نہیں کیونکہ سعودی عرب میں رؤیتِ ہلال کا موجودہ طریقہ کار شرعی اور تیکنیکی اِعتبار سے درست اور قابلِ اعتماد نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سعودی عرب کا بسا اوقات پاکستان کی قمری تاریخ سے ایک دن اور بعض اوقات دو دنوں کا فرق ہو جاتا ہے، جس پر ہر ذی شعور مسلمان سوچنے پر مجبور ہے کہ سائنسی عروج و ترقی کے اِس زمانہ میں ایک دِن کا فرق تو کسی حد تک قابلِ فہم ہے لیکن دو دنوں کے فرق کو سمجھنا انتہائی مشکل اور مضحکہ خیز ہے۔ دو دِنوں کا فرق یہ ظاہر کرتا ہے کہ واقعۃً اُن کے طریقۂ کار میں خامی ہے، اور اس میں اِصلاح کی گنجائش موجود ہے کیونکہ فلکیاتی اِعداد و شمار اور جغرافیائی اِعتبار سے بھی یہ ناممکن ہے کہ سعودی عرب میں چاند نظر آ جائے اور اُس کے اگلے روز پاکستان میں چاند نظر نہ آئے۔ جغرافیہ اور فلکیات کے ماہرین کی رائے کے مطابق دنیا کے وہ خطے، جو مغرب کی جانب واقع ہیں، وہاں مشرقی علاقوں کی بہ نسبت سورج دیر سے غروب ہوتا ہے اور غروبِ شمس میں تاخیر کی وجہ سے چاند کی عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ بھی سائنسی حقیقت ہے کہ چاند کی عمر میں جتنا اضافہ ہوگا، اُس کا نظر آنا اتنا ہی یقینی ہو جاتا ہے۔ اب اگر محلِ وقوع کے اعتبار سے پاکستان اور سعودی عرب کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ پاکستان سعودی عرب کے مقابلے میں مشرق کی جانب واقع ہے، جس کی وجہ سے یہاں سعودیہ سے تقریباً دو گھنٹے پہلے سورج غروب ہوتا ہے لہٰذا پاکستان کا سعودیہ کی بہ نسبت مشرقی جانب ہونے کی وجہ سے یہ تو ممکن ہے کہ پاکستان میں چاند نظر نہ آئے اور سعودی عرب، جو کہ مغرب کی جانب ہے، میں چاند نظر آ جائے کیونکہ سعودی عرب میں غروبِ آفتاب کے وقت چاند کی عمر میں پاکستان کے مقابلے میں دو گھنٹے کا اضافہ ہو جاتا ہے اور اُس کا نظر آنا کسی حد تک ممکن

ہو جاتا ہے (اگر دوسری شرائط پوری ہو رہی ہوں، جن کا ذکر آگے آرہا ہے) لہٰذا اگر چاند سعودی عرب میں نظر آجائے تو اگلے دن اگر موسم ابر آلود نہ ہو تو چاند کی عمر میں مزید چوبیس گھنٹے کے اضافے کی وجہ سے پاکستان میں اس کا نظر آنا یقینی ہوتا ہے۔ لیکن اگلے دن پاکستان میں چاند نظر نہ آئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سعودی عرب کے نظام رؤیت میں کہیں نہ کہیں کوئی بڑی خرابی موجود ہے۔ انٹرنیٹ پر دستیاب مواد اور مختلف ذرائع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ سعودی عرب کی عوام بھی اکثر و بیشتر اس طریقۂ کار پر صدائے احتجاج بلند کرتی رہتی ہے لیکن چونکہ وہاں شاہی حکم نامے کے تحت یہ سب کچھ ہوتا ہے لہٰذا یہ آواز دبا دی جاتی ہے اور تشویش میں مبتلا لوگوں کو ڈرا دھمکا کر خاموش رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ چاند کی رؤیت کے حوالے سے تحریر کردہ ایک تحقیقی مقالہ بعنوان ''سعودی رؤیت کے بارے میں ذاتی نوٹس Personal Notes on the Subject of Following Saudi Moon Sighting'' میں مقالہ نگار نے سعودی محکمہ قضا الاعلیٰ کے رئیس شیخ صالح الحیدان کے ایک دھمکی آمیز بیان، جو انہوں نے ''عکاظ'' نامی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کو درج کیا کہ ''میں تمام لوگوں کو اللہ کے تقویٰ اور سچائی کی وصیت کرتا ہوں، وہ ان معاملات میں دخل اندازی نہ کریں، جو ان کا میدان نہیں اور مجلس اس بات پر غور کر رہی ہے کہ جو لوگ ہلال کے بارے میں اخبارات میں لکھتے ہیں، انہیں اس جرم پر ''سزا'' دی جائے۔ کیونکہ اس سے عدم واقفیت کی بنیاد پر عوام میں بہت انتشار ہوتا ہے''۔ (انٹرنیٹ ایڈیشن، صفحہ نمبر ۲۰ مقالہ نگار سے رابطے کے لئے: globalpeace@gmail.com)۔ گویا رئیس محکمہ قضاء الاعلیٰ جہاں لوگوں کو خشیت الٰہی کا درس دے رہے ہیں، وہاں اس سے کوسوں دور جاتے ہوئے اہل علم کی ہر قسم کی تنقید کو قابل تعزیر قرار دیتے ہوئے مثبت تنقید کا دروازہ بھی بند کر رہے ہیں۔ گویا وہاں پر

سرکاری سطح پر اعلانِ رؤیت کے خلاف بات کرنا یا علمی بحث کرنا جرم ہے اور وہاں کی حکومت اس بات کی پابند نہیں ہے کہ رؤیت کی شرعی وفنی وجوہ کو ریکارڈ پر لائے۔ یہ سب کچھ تو صرف پاکستان میں ممکن ہے، لہٰذا اہلِ پاکستان کو اس نعمتِ آزادی پر اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہئے۔ ساتھ ہی اُن کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ خالص دینی و شرعی مسئلے کو لطیفوں، مزاحیوں کارٹونوں اور غیر سنجیدہ سیاسی بحث وتمحیص کا موضوع نہ بنائیں۔ البتہ اگر اس موضوع پر اخبارات اور ٹیلی ویژن چینلز سنجیدہ انداز میں علمی وفنی بحث کریں تو اس سے عوام میں آگہی (Awareness) اور شعور پیدا ہوگا۔

دنیا بھر کے مسلم اور غیر مسلم ماہرینِ فلکیات اور ریاضی دان اس بات پر انتہائی حیران وششدر رہتے ہیں کہ سعودی عرب کے اربابِ اقتدار کس ذہنیت کے حامل ہیں کہ چاند کے مطلع پر ممکنہ طور پر نظر نہ آنے کے باوجود بھی اسے بڑی آسانی سے دیکھ لیتے ہیں اور غیر حقیقی رؤیت کا اعلان بھی کر دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں بعض عرب ممالک میں بھی اِس حوالے سے تشویش پائی جاتی ہے، جن میں مراکش پیش پیش ہے، جہاں زیادہ تر رمضان و عیدین پاکستان کے مطابق ہوتی ہیں۔ اِنٹرنیٹ پر دستیاب معلومات کے مطابق گزشتہ سال بھی مراکش میں عید الفطر ۲۱ ستمبر ۲۰۰۹ بروز پیر کو منائی گئی ہے حالانکہ مراکش پاکستان سے وقت کے اعتبار سے پانچ گھنٹے اور سعودی عرب سے تین گھنٹے پیچھے ہے لہٰذا اگر سعودی عرب میں چاند نظر آجائے تو مراکش میں بدرجہ اولیٰ نظر آنا چاہئے کہ اُس وقت تک چاند کی عمر میں سعودی عرب کے مقابلے میں تقریباً تین گھنٹے اضافہ ہو چکا ہوتا ہے، لیکن ایسا نہیں ہوتا، بلکہ سعودی عرب میں رؤیتِ ہلال کے اعلان کے باوجود مراکش والے چاند دیکھنے سے اکثر محروم رہ جاتے ہیں حالانکہ وہاں چاند کو دیکھنے کے لئے پاکستان کی طرح ملکی سطح پر باقاعدہ ایک ادارہ قائم ہے، جو علماءِ کرام اور ماہرینِ فلکیات و موسمیات پر مشتمل

ہے۔ قارئین کی دلچسپی و معلومات کے لئے دوبارہ یہ تحریر کرتا چلوں کہ ماہرینِ فلکیات کی آراء کے مطابق مغربی ممالک میں رؤیتِ ہلال مشرقی ممالک کی رؤیت سے پہلے ہوگی اور سعودی عرب جغرافیائی اعتبار سے دنیا کے مشرقی ممالک میں شامل ہے لہٰذا اگر سعودی عرب میں رؤیتِ ہلال ہو جائے، تو یقینی طور پر (اگر مطلع ابر آلود نہ ہو) مغربی ممالک میں بھی ہونی چاہیے جبکہ مراکش میں (جس کا ذکر پہلے بھی آیا ہے) سعودی عرب کے کافی مغرب میں واقع ہونے کے باوجود (بلکہ مراکش کا تو ایک نام ہی ''المغرب'' ہے) اکثر اُس دن رؤیتِ ہلال نہیں ہوتی، جس دن سعودی عرب میں چاند کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ امریکہ، کینیڈا اور ویسٹ انڈیز جہاں سعودی عرب کے آٹھ گھنٹے بعد سورج غروب ہوتا ہے، مطلع صاف ہونے کے باوجود اکثر چاند نظر نہیں آتا، انتہائی تعجب کی بات ہے اور اہلِ فکر و نظر کے لئے قابلِ غور بھی۔ پس یہ امر شرعی و سائنسی دونوں اعتبار سے غیر معقول ہے کہ سعودی عرب کے اعلانِ رؤیت کو پاکستان میں نافذ کیا جائے۔

قارئینِ کرام کو آگاہ کرتا چلوں کہ پشاور، مردان اور چارسدہ پاکستان کے وہ علاقے ہیں، جہاں سے ہر سال چاند کے پہلے نظر آنے کا اعلان کر دیا جاتا ہے اور اِن ہی علاقوں میں مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی سے بالاتر ہو کر الگ کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ مذکورہ بالا شہر جغرافیائی اعتبار سے پاکستان کے دوسرے شہروں کے مقابلے میں انتہائی مشرق کی جانب واقع ہیں۔ لہٰذا اُوپر بیان کردہ مسلمہ اُصول کے مطابق اگر اِن علاقوں میں چاند نظر آجاتا ہے، تو پھر پاکستان کے وہ علاقے، جو مغرب کی جانب واقع ہیں اور جہاں سورج مشرقی علاقوں کی بہ نسبت دیر میں غروب ہوتا ہے وہاں اگر مطلع ابر آلود نہ ہو، تو پھر یقینی طور پر وہاں چاند نظر آنا چاہیے۔ مگر مشاہدہ اور سابقہ ریکارڈ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مطلع صاف

ہونے کے باوجود مغربی علاقوں کے لوگ اکثر و بیشتر محروم رہ جاتے ہیں۔ اِس پر ہر صاحب عقل شخص سوچنے پر مجبور ہے کہ یقیناً دال میں کچھ کالا ہے۔ اِس حوالے سے سندھ کے ساحلی علاقے کراچی اور بدین خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں، کیونکہ ان علاقوں میں عام طور پر پاکستان کے مشرقی علاقے پشاور، مردان اور چارسدّہ کی بہ نسبت سورج آدھا گھنٹہ تاخیر سے غروب ہوتا ہے، جس کی وجہ سے چاند کی عمر میں آدھا گھنٹہ اضافہ ہوجاتا ہے اور اُس کے نظر آنے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ سعودی حکومت رؤیت کے معاملے میں غیر معمولی حساسیت کا مظاہرہ کرتی ہے۔ وہ نہ صرف اپنے ملک کے باشندوں کو بلکہ دنیا کے کسی دوسرے اسلامی ملک کے ماہرین کو ایک خالص دینی معاملے میں اپنا شریک بنانا گوارہ نہیں کرتی اور نہ ہی اُن کی مہارت و تجربات سے فائدہ اُٹھانے کی روادار ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کچھ ماہرین نے سعودیہ کے نظامِ رؤیت کو دیکھنے اور اُس کی شرعی حیثیت معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن اُنہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا۔ چنانچہ محترم خالد اِعجاز مفتی لکھتے ہیں ''سن ۱۹۷۹ عیسوی کے رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اِسلامی ملک ترکی کا پانچ افراد پر مشتمل ماہرین کا ایک وفد شوّال المکرّم کے چاند کو دیکھنے کے لئے سعودی عرب آیا۔ اور اُس نے اُس وقت کے سعودی رئیس مجلسِ قضاء شیخ عبدالعزیز بن باز سے ملاقات کرکے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا اور ہدی یا شفا پہاڑ، جو کہ عرب کے بلند ترین پہاڑوں میں سے ہیں پر چڑھ کر چاند کی رؤیت کی اجازت طلب کی تو انہوں نے یہ کہہ کر وفد کی خواہش کو ردّ کردیا کہ اِس کی کوئی ضرورت نہیں۔ بعد میں ۲۲ اگست ۱۹۷۹ کی شام سعودی حکومت نے یہ اِعلان کردیا کہ ۲۳ اگست ۱۹۷۹ کو یکم شوّال المکرّم ہے لہٰذا کل عید ہوگی۔ وفد نے بعد میں اپنی جاری کردہ رپورٹ میں انکشاف کیا کہ اُس نے ۲۳ اگست کی شام شفاء پہاڑ پر چڑھ کر

چاند کی رؤیت کی کوشش کی لیکن اس دن بھی چاند نظر نہیں آیا حالانکہ اگر ۲۲ اگست کو چاند نکل چکا تھا تو ۲۳ اگست کو چاند کو دیر تک نظر آنا چاہئے تھا، (رؤیتِ ہلال۔ مسئلہ اور حل، صفحہ نمبر ۱۱۰ تا ۱۱۲)۔'' اسی طرح ایک اور مقام پر مصنف رقمطراز ہیں کہ ''سعودی عرب کی شاہ سعود یونیورسٹی ریاض کے شعبہ طبیعات و نجوم کے عالم جناب این کردی نے اپنے ملک کے نظامِ رؤیتِ ہلال کے بارے میں انگریزی میں ایک مقالہ تحریر کیا، جو'' دی آبزرویٹری The Observatory '' کے شمارہ اگست ۲۰۰۳ء کے صفحات ۲۱۹ اور ۲۲۲ پر شائع ہوا۔ یہ مقالہ ویب سائیٹ www.articles.adsabs.harward.edu پر بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ اِس مقالے میں انہوں نے محکمۂ عدل کی جانب سے اعلان کردہ آغازِ رمضان کی تاریخوں کی ایک فہرست ترتیب دی ہے، جو مسلسل ۴۲ برسوں کا احاطہ کرتی ہے۔ انہوں نے درجِ ذیل پانچ مقامات کو اپنے مطالعہ کا محور بنایا، جہاں رؤیتِ ہلال کی شہادتوں کے زیادہ تر دعوے کئے گئے ہیں۔ یہ مقامات دوامی، سودیر، حریق، تبوک اور دمام ہیں۔'' آگے تحریر کرتے ہیں کہ'' اِن ۴۲ برسوں میں صرف دو تاریخیں ایسی ہیں، جن کی شام ماہرینِ فلکیات کے مطابق رؤیتِ ہلال ممکن تھی، پہلی ۲۶ جنوری ۱۹۶۳ء اور دوسری ۳۱ مئی ۱۹۸۴ء۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ مؤخر الذکر مہینے کی درست رؤیت کو یوں غلط کردیا گیا کہ اِس مہینے کے آخر میں ۲۸ رمضان المبارک (28 جون 1984ء) کی شام حیرت انگیز طور پر شوّال کا چاند دکھائی دیئے جانے کا اعلان ہوگیا۔ جواز یہ قائم کیا گیا کہ غلطی کے باعث رمضان کے آغاز میں ایک روز کی تاخیر ہوگئی تھی، (**رؤیت ہلال۔ مسئلہ اور حل۔ صفحہ نمبر ۱۳۰، ۱۳۱**)''۔ دارالعلوم کراچی کے مفتی تقی عثمانی صاحب اِس حوالے سے سعودی عرب کی رؤیت کے طریقۂ کار پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ'' سعودی عرب میں کئی مرتبہ چاند کی ولادت سے پہلے ہی شہادت کو معتبر ماننے کا جو واقعہ پیش آیا ہے، وہ احقر کی نظر

میں محلِ نظر ہے اور متعدد سعودی علماء سے احقر نے گفتگو کی ہے، وہ بھی اِس معاملے میں پریشان نظر آئے، لیکن چونکہ مسئلے کا تعلق مجلسِ قضاء الاعلیٰ (ریاض) سے ہے، اِس لئے وہ بے بس تھے، (رؤیتِ ہلال۔ مسئلہ اور حل، بیک ٹائٹل)''۔اسی طرح دارالعلوم دیوبند کے مفتی حبیب الرحمن برطانیہ میں سعودی عرب کے اعلانِ رؤیت کو بنیاد بنا کر عید وغیرہ کرنے کے حوالے سے پوچھے گئے ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ''سہولت پسندی میں پڑ کر سعودی عرب کے مطابق اپنے یہاں رمضان اور عید کا اعلان کرنا درست نہیں ۔اگر کوئی فتویٰ بھی اس طرح کا حاصل کرلیا گیا ہے تو یہ شرعی اُصول کے خلاف ہے۔پھر سعودی رؤیت کا جو حال آپ نے تحریر فرمایا ہے، نیز اس کے مفاسد کی طرف جو توجہ دلائی ہے، اس کو پڑھنے کے بعد بھی آنکھ بند کرکے سعودیہ کی رؤیت پر اپنے یہاں فیصلہ نہ کرنا چاہئے ۔آپ پوری قوت کے ساتھ مراکش کی رؤیت کے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کا رواج ڈالیں۔

یہی اقرب الی الصحۃ ہے''۔یہ وہ فتویٰ ہے، جو ۱۸ صفر المظفر ۱۴۲۴ ہجری بمطابق ۲۰ اپریل ۲۰۰۳ عیسوی کو جاری ہوا اور اس کی تصدیق دوسرے کئی دوسرے مفتیوں کی جانب سے کی گئی ۔اسی طرح ملتان شہر کے معروف مدرسہ خیر المدارس کے مفتی عبدالستار صاحب اپنے ایک فتویٰ میں لکھتے ہیں کہ ''انتہائی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سعودیہ میں ۳۲ سال کا کیلنڈر گرین وچ کے مطابق مرتب کرلیا گیا ہے۔اسی کے مطابق رمضان وعید کا اعلان ہوتا ہے، چاند دیکھ کر یا شہادتِ شرعیہ کے مطابق فیصلہ نہیں کیا جاتا''۔اسی طرح احسن الفتاویٰ میں سعودی عرب کی رؤیت کے بارے میں لکھا ہے کہ حکومتِ سعودیہ میں رؤیت ہلال کا فیصلہ مسلک حنفیہ کے خلاف ہونے کے علاوہ بداہت کے خلاف بھی ہوتا ہے، اس لئے پاکستان کے لئے حجت نہیں۔۔۔۔۔۔۔صرف یہی فتاویٰ جات نہیں بلکہ اِس طرح کے

کئی مشاہدات و تجربات اور اقوال سے اخبارات بھرے پڑے ہیں۔ ان حقائق کی موجودگی میں کس طرح سعودی عرب کی اندھی تقلید کرتے ہوئے، اُن کے ساتھ رمضان و عیدین میں اتفاق کس طرح ممکن ہے؟۔ کیا محض عقیدت کی بنیاد پر رمضان اور شوال کے آغاز کو مقدم کر کے مسلمانوں کے ایک یا دو روزوں کو کوئی اپنے سر لے سکتا ہے؟۔ ہرگز نہیں بلکہ شریعت کے منشاء اور حکم کے عین مطابق نظر آنے والے چاند کو دیکھ کر روزہ رکھا جائے گا اور چاند کو دیکھ کر ہی عید منائی جائیگی۔ واضح رہے کہ درج بالا اقتباسات اُن لوگوں کے فتاویٰ سے لئے گئے ہیں جنہیں پشاور اور مردان میں قبل از وقت چاند کا اعلان کرنے والے بھی اپنا پیشوا و مقتدیٰ تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن شاید صرف اُن مسائل میں اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں جن سے اُن کی نفسانی خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے۔

سعودی عرب کے ساتھ عید کے ممکن نہ ہونے کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ وہاں قمری تاریخ کے تعین کے لئے، جو اُمّ القریٰ کیلنڈر وضع کیا گیا ہے، وہ اس لئے قابلِ اعتبار نہیں کہ پہلے اُس میں قمری مہینے کی ابتدا کرنے کے لئے چاند کی پیدائش کو اور پھر بعد میں تھوڑی تبدیلی کے ساتھ چاند کی پیدائش اور مطلع افق پر اُس کے مطلق ٹھہراؤ (جسے وجودِ قمر کہا جاتا ہے) کو معیار بنایا گیا ہے۔ یعنی اعلانِ رؤیت کے لئے دو شرائط عائد کی گئی ہیں: (۱) چاند کی پیدائش سورج کے غروب ہونے سے پہلے ہوئی ہو، (۲) غروبِ قمر آفتاب کے غروب ہونے کے بعد ہو یعنی سورج کے غروب ہو جانے کے بعد اُفق پر چاند کے مطلق ٹھہراؤ، خواہ چند منٹ ہی کیوں نہ ہو، کو معیار بنایا گیا ہے۔ چاند کی پیدائش سے مراد یہ ہے کہ چاند زمین کے گرد تقریباً ۲۹.۵ دن میں ایک چکر مکمل کرتا ہے۔ اس چکر کے دوران ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ سورج چاند اور زمین ایک لکیر کی طرح ہو جاتے ہیں اور چاند زمین اور سورج کے درمیان آجاتا ہے، سائنسی اعتبار سے یہ کیفیت ''چاند کی پیدائش یا نیا چاند''

کہلاتی ہے۔اس وقت چاند پر گرنے والی سورج کی روشنی زمین پر نہیں پہنچتی ہے، جس کی وجہ سے دنیا کی طاقتور ترین ٹیلی سکوپ سے بھی چاند کو دیکھنا ممکن نہیں ہوتا۔

اب اگر شرعی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو مذکورہ بالا دونوں شرائط کا مطلق لگانا درست نہیں ہے۔پہلی شرط اس لئے درست نہیں کہ شرعی اعتبار سے پیدائشی نیا چاند اُس وقت تک ہلال نہیں بن سکتا، جب تک کہ اُسے کھلی آنکھوں سے دیکھ نہ لیا جائے اور سائنسی اعتبار سے یہ جب ہی ممکن ہے جب چند اور عوامل کی موجودگی میں چاند کی عمر کم از کم بیس گھنٹے یا اُس سے زائد ہو جائے۔جیسا کہ محترم خالد اعجاز مفتی اپنی کتاب ''رؤیتِ ہلال مسئلہ اور حل''میں ''چاند کی عمر سے رویتِ ہلال معلوم کرنے کے نکات'' بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: (۱) بیس گھنٹے سے کم عمر کا چاند دکھائی نہیں دیتا۔(۲) بیس سے تیس گھنٹوں کی عمر کا چاند کبھی دکھائی دیا جاتا ہے، کبھی نہیں۔اس کا انحصار متعدد فلکیاتی کیفیات پر ہوتا ہے۔تیس گھنٹوں سے زائد عمر کا چاند مطلع صاف ہونے کی صورت میں چند مستثنیات کو چھوڑ کر عموماً نظر آجاتا ہے۔۔۔۔۔(رؤیتِ ہلال :مسئلہ اور حل، صفحہ نمبر ۲۱۰)۔بعض ماہرینِ فلکیات کم از کم تیس گھنٹے چاند کی عمر کو رؤیت کے لئے شرط قرار دیتے ہیں۔لہٰذا درجِ بالا سائنسی حقائق کی روشنی میں چاند کو ہلال بننے کے لئے اپنی پیدائش کے بعد کبھی ایک دن اور کبھی ڈیڑھ دن بلکہ اِس سے بھی زیادہ درکار ہوتے ہیں۔لہٰذا چاند کی پیدائش اور قابلِ رؤیت ہونے میں کم از کم ایک دن یا اس سے زیادہ کا فرق لازمی ہے۔اور سعودی عرب نے جب تک چاند کی پیدائش (نیا چاند) کو قمری تاریخ کے لئے معیار بنائے رکھا، اُس وقت تک پاکستان کے ساتھ قمری مہینے کی ابتدا کرنے میں بعض دفعہ ایک دن اور کبھی دو دِنوں کا فرق سامنے آتا رہا، کیونکہ نئے چاند اور ہلال میں اتنا فرق کا آنا ممکن ہوتا ہے۔حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی

افطار کرو یعنی شوال کا آغاز کرو اور عید الفطر مناؤ۔ اب اگر سعودی عرب کی مطابقت کی جائے تو لازمی طور پر ایسا ہوگا کہ روزے پہلے شروع ہو جائیں اور عید الفطر رمضان ہی میں منالی جائے، دونوں صورتوں میں متعدد شرعی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں، جن کا ذکر کتابچے کی اخیر میں آرہا ہے۔

جہاں تک دوسری شرط یعنی سورج کے غروب ہو جانے کے بعد اُفق پر چاند کے مطلق ٹھہراؤ، خواہ چند منٹ ہی کیوں نہ ہو، کو معیار بنانے کا تعلق ہے، تو اِس حوالے سے عرض یہ ہے کہ یہ بھی سائنسی و شرعی اعتبار سے درست نہیں ہوگا۔ کیونکہ چاند کی حقیقی رؤیت کے لئے جہاں اُس کی پیدائش کے بعد ایک مخصوص مدّت کا گزر جانا شرط ہے بالکل اِسی طرح سورج کے غروب ہو جانے کے بعد چاند کا مطلعِ اُفق پر ایک مخصوص وقت ٹھہرا رہنا بھی ضروری ہے وگرنہ اُس کی رؤیت یعنی اسے دیکھنا مشکل ہو جائے گا۔ ماہرین کے مطابق عام طور پر نیا چاند دوسرے عوامل کی موجودگی میں اُس وقت تک رؤیت کے قابل نہیں ہوتا، جب تک وہ سورج کے غروب ہو جانے کے بعد تقریباً پچاس منٹ یا اُس سے زائد وقت تک اُفق پر نہ رہے۔ اس سے کم وقت میں اُس کے نظر آنے کا امکان نہیں ہوتا ہے البتہ اگر دیگر کیفیات اپنے اپنے معیار سے کافی بلند ہوں، تو مطلع غیر معمولی طور پر صاف ہونے کی صورت میں اس سے کم وقت میں بھی رؤیت ممکن ہو سکتی ہے مگر ایسا کبھی کبھار ہوتا ہے، (تلخیص از رؤیت ہلال مسئلہ اور حل)۔ اسی طرح اگر چاند سورج سے پہلے غروب ہو جائے، تو پھر اس کا نظر آنا ناممکن ہو جاتا ہے کیونکہ چاند اُفق کے نیچے جا چکا ہوتا ہے۔

مہینے کی ابتداء کرنے کے لئے چاند کی پیدائش کو معیار بنانے کی بجائے رؤیت یعنی دیکھنے کو معیار بنانے کا ثبوت قرآنِ مجید کی کئی آیاتِ کریمہ سے ملتا ہے۔ سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۸۹ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) لوگ آپ سے

ہلالوں (ہلال کی جمع) کے بارے میں پوچھتے ہیں، تو آپ (اُن سے) کہہ دیجئے کہ یہ (ہلال) مقررہ اوقات ہیں، لوگوں کے لئے (معاملات وعبادات) اور حج کے تعین کے لئے''۔ مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں اُس ہلال کا ذکر ہے، جو لوگوں کو نظر آئے اور نیا چاند پیدا ہوتے ہی نظر نہیں آتا بلکہ اُس کے نظر آنے کے لئے کچھ وقت کا گزر جانا بھی ضروری ہے۔ اِسی طرح چاند کے بارے میں مشہور حدیثِ مبارک میں بھی پیدائش کا ذکر نہیں ہے بلکہ ''رؤیت'' کے الفاظ آئے ہیں، جس کے معنیٰ ''دیکھنے'' کے ہیں۔ یہ دیکھنا خود سے بھی ہوسکتا ہے اور کسی شرعی شہادت کے ذریعے سے بھی۔

سعودی عرب میں رؤیت کے حوالے سے اِن بنیادی خرابیوں کا پتا اِس سے بھی چلتا ہے کہ ایک دفعہ چاند کی تاریخ کے اعلان کئے جانے کے بعد اکثر وبیشتر تاریخوں میں کمی بیشی کی جاتی ہے۔ اِس حوالے سے ۲۰۰۵ء اور ۲۰۰۷ عیسوی کے ذوالحج کے مہینوں کے اِعلان اور بعد میں کئے جانے والے ردّوبدل کو دیکھا جاسکتا ہے۔ اِس حوالے سے سعودی اخبار ''الوطن'' میں حمزہ المزنی نامی کالم نگار کا ایک مضمون انتہائی اہم ہے، جس میں ماہِ ذی الحج ۱۴۲۵ کے چاند کا پہلے اعلان کرتے ہوئے ۱۲ جنوری بروز بدھ یکم ذی الحج قرار دیا گیا۔ پھر کئی دنوں کے بعد اسّی سالہ دو بوڑھوں کی شہادت کو قبول کرتے ہوئے تاریخ کو پیچھے کردیا گیا اور یکم ذی الحج ۱۱ جنوری کو قرار دے دیا گیا۔ کنگ عبدالعزیز کالج آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے ماہرین نے مجلس قضاء کے اس فیصلے کو چیلنج کرتے ہوئے، اُن دونوں بوڑھوں کا انٹرویو لیا لیکن اُن سے مطمئن نہ ہوسکے۔ ماہرین کا اُن بوڑھوں کی رؤیت کو چیلنج کرنے کی وجہ یہ تھی کہ جس دن کے بارے میں اُنہوں نے رؤیت کا اقرار کیا تھا، اُس دن غروبِ آفتاب کے وقت چاند کی عمر صرف ۳ گھنٹے تھی اور وہ سورج کے طلوع ہونے سے ۳ منٹ پہلے غروب ہوچکا تھا۔ کالم نگار حمزہ المزنی کا

یہ مضمون ویب سائٹ www.alwatan.com.sa/2005-01-20/writers

پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

جہاں تک سعودی عرب اور ہمارے ملک میں ناممکن دنوں میں شہادتوں کے آنے کا مسئلہ ہے، تو اس حوالے سے بھی چند اہم باتوں کو ذیل میں درج کیا جارہا ہے:

سعودی عرب میں عام طور پر رؤیتِ عامہ نہیں ہوتی ہے یعنی مطلع صاف ہونے کے باوجود صرف چند لوگ ہی چاند کو دیکھ پاتے ہیں، جبکہ فقہاءِ کرام نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ اگر مطلع ابر آلود نہ ہو، تو رمضان المبارک اور عیدین کے چاند کے ثبوت کے لئے رؤیتِ عامہ کا ہونا ضروری ہے یعنی یہ ضروری ہے کہ ایک جمِ غفیر چاند کے دیکھنے کی شہادت دے صرف چند افراد کی شہادت معتبر نہیں ہوگی۔ جمِ غفیر کی شہادت کے علاوہ فقہاءِ کرام ایک شرط یہ بھی لگاتے ہیں کہ اُس دن چاند کے نظر آنے کا اِمکان بھی ہو۔

آسان لفظوں میں یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ چاند کی رؤیت اس وقت معتبر ہوگی ، جب اِس کی رؤیت پر کثرتِ شہادت اور اُس کے نظر آنے کا امکان بھی موجود ہو۔ اگر چاند کی رؤیت کی شہادت ایسے دنوں میں دی جائے ، جن دنوں میں اُس کی پیدائش ہی نہ ہوئی ہو یا پیدائش تو ہوگئی ہو لیکن اُس کی عمر کے کم ہونے کی وجہ سے اُس کا نظر آنا ناممکن ہو، تو پھر شہادت معتبر نہ ہوگی۔

تبلیغی جماعت کے معتبر عالم مولانا انعام الحسن کاندھلوی لکھتے ہیں:

''حساب دان ، جس تاریخ کو امکانِ رؤیت بتاتے ہیں۔ اس دن سے پہلے اگر رؤیتِ ہلال کو ثابت کرنے کی کوشش کی جائے گی ، تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور یہ جمہور کے تعامل کے بھی خلاف ہے۔'' (رؤیتِ ہلال : مسئلہ اور حل ، بیک پیج)۔

درجِ بالا حقائق کے تناظر میں سعودی عرب کی رؤیتِ ہلال کے طریقۂ کار کو

دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہاں کبھی بھی رؤیتِ عامہ نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک یا دو افراد کی شہادت پر اعلان کر دیا جاتا ہے اور وہ اعلان بھی اس اعتبار سے مشکوک ہے کہ ان لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ شہادتیں کہاں سے آئیں؟۔ کس نے لیں اور شہادت دینے والوں کی شرعی حیثیت مسلم ہے یا نہیں؟۔ اس حوالے سے سعودی عرب میں رؤیتِ ہلال کی شہادت کو قبول کرنے والی چھ رکنی کمیٹی کے ایک رکن ڈاکٹر صالح کا بیان، جو روزنامہ جنگ میں شائع ہوا بہت اہم ہے۔ روزنامہ جنگ لکھتا ہے کہ ''ڈاکٹر صالح اس چھ رکنی سرکاری سعودی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے رکن ہیں، جن کے ذمے چاند دیکھے جانے کی شہادتیں لینے کی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے ۴، اکتوبر کو انٹرنیٹ پر اپنا بیان جاری کیا کہ ان کو کسی نے چاند دیکھنے کی اطلاع نہیں دی اور نہ ہی وہ اس فیصلے سے مطمئن ہیں۔ انہوں نے انٹرنیٹ پر اپنا موبائل فون نمبر بھی دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ پچھلے بیس سالوں سے سعودی حکمرانوں کو قائل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ رمضان اور عیدین کے ایام کے غلط فیصلوں کو نافذ نہ ہونے دیں لیکن مجلسِ اعلیٰ سے فیصلے صادر ہو جاتے ہیں'' (روزنامہ جنگ لندن، ۱۱، اکتوبر ۲۰۰۵)۔

سعودی عرب میں رؤیت کے حوالے سے انتہائی باخبر ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہاں پہلے شہادت دینے والوں کو شاہی حکم نامے کے تحت انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے۔ احقر کی نظر میں یہ عنصر بھی غیر شرعی شہادت کا باعث بن سکتا ہے۔

پاکستان کے چند شہروں میں قبل از وقت رؤیت کی شہادت کا واقع ہونا پیش آتا ہے، اُن کے بارے میں بھی اخبارات وغیرہ میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ایسی خبریں بھی چھپی ہیں، جن سے پتا چلتا ہے کہ بعض لوگ محض جلد بازی کی وجہ سے وقت سے پہلے چاند کی رؤیت کی جھوٹی شہادت دیتے تھے۔ اس بارے میں ایک واقعہ مفتی تقی عثمانی صاحب

کے حوالے سے روزنامہ جنگ کے ۵ ،اکتوبر ۲۰۰۵ کی لندن اشاعت میں چھپا، جسے ذیل میں درج کیا جارہا ہے:

''جسٹس مفتی تقی عثمانی نے ایک جگہ لکھا کہ انہوں نے ایک مولوی صاحب کو بیت اللہ پر زاروقطار روتے ہوئے دیکھا۔ تحقیق کی تو پتہ چلا کہ یہ حضرت جلد بازی کر کے وقت سے پہلے روزہ اور عید کرواتے رہے، اب رورو کر خدا سے معافی مانگ رہے ہیں''۔

اسی طرح ماہنامہ ''الخیر'' ملتان کی اکتوبر ۲۰۰۵ کی اشاعت میں جناب بشیر نامی مضمون نگار نے ایک واقعہ یوں درج کیا ہے کہ ''احقر کے ہمسائے اچھے پکے تبلیغی اور ریلوے ملازم جناب ملک محی الدین لہڑی نے فرمایا کہ جماعت کے ایک ساتھی مقیم قریب سرحد نے روتے ہوئے بتایا کہ میں اور چند ساتھی رمضان اور عیدین کے چاند دیکھنے کی غلط شہادت دیتے تھے۔ چند غلط بہانوں اور تاویلات کا سہارا لے کر دل کو سمجھاتے اور ضمیر کو سلاتے تھے۔ اب توبہ واِستغفار کیا ہے، دعا فرمادیں اللہ معاف فرمائے۔ بذریعہ خط یا ذاتی طور پر تصدیق کرا سکتے ہیں''۔

یہاں یہ امر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ مشرقِ وسطیٰ کے دوسرے ممالک کے لوگ بھی سعودی عرب کے ساتھ چاند نہیں دیکھ پاتے بلکہ وہ محروم رہتے ہیں۔

اگر غور کیا جائے، تو خیبر پختونخواہ کے چند علماء اور اُن کے متبعین نے رمضان المبارک وعیدین کے چاند کو اپنے لئے ایک نفسیاتی مسئلہ بنالیا ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے یہ تصور قائم کرلیا ہے کہ انہیں رمضان وعیدین سعودی عرب کے ساتھ ہی کرنی ہے۔ لہٰذا اکثر اوقات چاند کے نظر نہ آنے کے باوجود بھی انہیں چاند نظر آجاتا ہے۔ اِس دعوے کا بین ثبوت یہ ہے کہ وہاں کے لوگ ان مہینوں کے علاوہ دوسرے مہینوں میں مرکزی وزونل رؤیت کمیٹیوں کے اعلان کردہ تاریخ کے مطابق اپنے معاملات کرتے ہیں۔ اِس حوالے

ے ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ گزشتہ سال پشاور چارسدہ اور مردان کے کچھ علاقوں میں مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے اِعلان کے بجائے خود ساختہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کے اِعلان کے مطابق مورخہ ۲۰ ستمبر ۲۰۰۹ بروز اتوار عید کی گئی۔ حالانکہ اُس دن کسی بھی طور پر چاند کے نظر آنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ پورے پاکستان کے ماہرین اِس غیر حقیقی اعلان پر حیران و ششدر رہتے۔ مسجد قاسم علی خان پر آنے والی اِن جھوٹی شہادتوں کی قلعی اُس وقت کھلی، جب اگلے ماہ ذی القعدہ کا چاند ۳۰ شوال المکرم کی شام نظر نہیں آیا بلکہ اگلے دن نظر آیا حالانکہ اُس دن مسجد قاسم علی خان سے کیئے گئے اعلان کے مطابق ۳۱ شوال المکرم کی تاریخ تھی۔ اور یہ بات ہر خاص و عام جانتا ہے کہ ۳۱ دنوں پر مشتمل کوئی قمری مہینہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ واقعہ بھی سب کے لئے لمحۂ فکریہ ہے اور اُن علماء اور لوگوں کے لئے سامانِ عبرت ہے، جو چاند کو عزتِ نفس اور مسلکی مسئلہ بنا کر حق کا ساتھ دینے کی بجائے باطل کی تائید کرتے ہیں یا خاموشی اِختیار کر کے نہ صرف مجرمانہ کردار ادا کرتے ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس ارشاد کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہیں کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برائی کو روکنے کے طریقے ارشاد فرمائے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جو کوئی کسی برے کام کو ہوتے ہوئے دیکھے تو اُسے چاہئے کہ وہ اُسے ہاتھ سے روکے اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو پھر زبان سے روکے اور اگر ایسا بھی نہیں کر سکتا، تو پھر اُسے دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے''۔ (اربعین نووی، حدیث نمبر ۳۴)۔

خیبر پختونخواہ کے بعض علماء کی جانب سے کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ اُنہوں نے رمضان و عید کے چاند کی رؤیت کے بارے میں حتمی طور پر پیشگی اِطلاع دیدی کہ فلاں تاریخ کو چاند نظر آ جائیگا اور عید فلاں دن ہوگی۔ جیسا کہ حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری

علیہ الرحمہ نے اپنے ایک مضمون بنام ''صوبہ سرحد اور رویتِ ہلال'' میں لکھا کہ ''لوگ اطمینان سے رمضان المبارک کی برکتوں سے بہرہ اندوز ہو رہے تھے کہ یکا یک معلوم ہوا کہ سرحد کے بعض علماء کا ایک اجلاس 21 رمضان المبارک مطابق 11 جون 85ء منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ چاند کی رویت ہو یا نہ ہو اٹھارہ جون کو تیس ماہ رمضان قرار دیا جائے اور انیس جون کو عید الفطر منائی جائے۔

یہ فیصلہ سراسر احکام شریعت کے خلاف ہے کیونکہ چاند انتیس کا بھی ہوسکتا ہے اور تیس کا بھی، انہیں کس نے بتایا کہ اس دفعہ چاند تیس کا ہوگا اور عید بروز بدھ 19 جون کو منائی جائے گی۔ ہوسکتا ہے کہ چاند انتیس کا ہوتا اور ایک روز قبل طلوع ہوتا اور ان کے حساب کے مطابق عید منگل کو منائی جاتی۔ دس دن قبل عید کا یہ تعین کم از کم شریعت اسلامیہ سے ہرگز مطابقت نہیں رکھتا''۔

(انٹرنیٹ ایڈیشن، http://www.urduweb.org/mehfil/showthreS.PHP

رویت ہلال کے طریقۂ کار میں درجِ بالا بنیادی خرابیوں کی موجودگی میں سعودی عرب کے ساتھ رمضان وعیدین کو منسلک کرنا اپنی عبادتوں اور خاص دنوں کے فیوض و برکات کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اسلام میں رمضان المبارک اور عیدین وغیرہ محض تہوار نہیں ہے کہ غیر مسلموں کی طرح ان میں خوشیاں منالی جائیں اور بس بلکہ انہیں عبادت کا درجہ حاصل ہے، جنہیں بجالانے کی صورت میں ثواب کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا وہ لوگ، جو حرمین شریفین کے ساتھ محض اِعتقادی اور جذباتی وابستگی کی وجہ سے سعودیہ کے ساتھ اِن ایامِ مبارکہ کو منسلک کرنے کے خواہش مند ہیں، وہ اس پر غور کریں کہ چاند کا مسئلہ صرف جذباتی نہیں بلکہ اِس کا تعلق عبادات و مخصوص اوقات سے ہے، جو اپنے اندر بے انتہاء فوائد و برکات لئے ہوئے ہے۔ لہٰذا اگر انہیں اپنے دنوں

سے ہٹا کر آگے یا پیچھے کر دیا جائے تو یہ برکات حاصل نہیں ہوتیں۔ واضح رہے کہ اگر چہ تمام ایام اور مہینے اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہونے میں اِن میں کوئی فرق نہیں لیکن قرآنِ مجید اور احادیثِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فضائل کے اعتبار سے اِن ایام اور مہینوں میں فرق ہے یعنی بعض ایام کو دوسرے ایام پر اور بعض مہینوں کو دوسرے مہینوں پر درجہ اور فضیلت حاصل ہے۔ مثال کے طور پر جمعۃ المبارک کو ہفتے کے باقی چھ ایام پر باعتبارِ درجہ فضیلت حاصل ہے۔ اسی طرح رمضان المبارک کے مہینے کو دوسرے مہینوں پر فضیلت حاصل ہے۔ قرآن وحدیث اور بزرگانِ دین سے ماخوذ کچھ اوراد و وظائف کا بھی یہی معاملہ ہے کہ اُن کو مقررہ دنوں یا وقت پر کرنے کی صورت ہی میں فوائد و ثمرات حاصل ہوتے ہیں۔ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں اگر سعودی عرب کے ساتھ رمضان وعیدین کے انعقاد کو منسلک کیا جائے تو احقر کی نظر میں درجِ ذیل خرابیاں پیدا ہونگی۔

(۱) رمضان کی صورت میں اگر رؤیت کا اعلان پہلے کر دیا گیا، تو پہلا روزہ شعبان کی آخری تاریخ میں واقع ہوگا۔ اَحناف کے نزدیک اسے ''یومِ شک'' سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس دن روزہ رکھنے کی ممانعت احادیثِ مبارکہ میں وارد ہے۔ واضح رہے کہ ہمارے ملک پاکستان میں اکثریت اَحناف کی ہے۔ اسی طرح یہ صریح حدیث کے بھی خلاف ہوگا کیونکہ حدیث مبارک میں رمضان کو پہلے شروع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۲) رمضان المبارک اگر ایک دن پہلے شروع کر دیا جائے تو اس کا اثر اس کے آخری عشرے میں واقع طاق راتوں پر پڑے گا۔ وہ اِس طرح کہ جن راتوں کو لوگ طاق رات سمجھ کر عبادت کر رہے ہونگے حقیقت میں وہ طاق نہیں بلکہ جفت راتیں ہونگی۔ اور قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں جس شبِ قدر کا تذکرہ ہے، وہ طاق راتوں میں پوشیدہ ہے۔ لہٰذا

لازمی طور پر اعتکاف کرنے والے اور دوسرے لوگ شب قدر کی فضیلت اور برکات کو پانے سے محروم رہ جائینگے۔

(۳) اسی طرح اگر عید الفطر کا اعلان ایک روز پہلے کر دیا جائے، تو اس سے ایک بہت بڑی خرابی یہ پیدا ہوگی کہ لوگ رمضان کے آخری دن میں روزہ رکھنے کی بجائے کھا پی رہے ہونگے۔ یہ ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ فرضیت کے اعتبار سے رمضان کا ہر روزہ ایک جیسی اہمیت اور فضیلت رکھتا ہے اور حدیثِ مبارک میں ہے کہ رمضان کے ایک روزے کے کفارے میں کوئی شخص پوری زندگی بھی روزہ رکھے، تو اِس کا کفارہ ادا نہیں ہوسکتا۔ ہائے افسوس! کہ ہمارے ملک کے کچھ نادان لوگ اِس حقیقت کو سمجھے بغیر محض لوگوں کی اندھی تقلید میں روزے کے دن عید الفطر منا لیتے ہیں اور روزہ چھوڑنے کے گناہ میں شریک ہو جاتے ہیں۔

(۴) عید الفطر کے ایک روز پہلے ہونے کی صورت پر غور کیا جائے، تو ایک اور خرابی معلوم ہوتی ہے کہ بعض لوگ حدیث مبارک پر عمل کرتے ہوئے عید کے دوسرے روز شوّال المکرّم کے چھ روزے میں سے پہلا روزہ رکھتے ہیں۔ اب اگر انہوں نے ایک دن پہلے عید کر لی تو اس صورت میں یہ ہوگا کہ انہوں نے عید کے روز شوّال المکرّم کا پہلا روزہ رکھ کر اس حدیث مبارک کی عملی مخالفت کی کہ جس میں عید کو ''یومِ ضیافت یعنی مہمان نوازی کا دن'' قرار دے کر روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ بلکہ ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس دن شیطان اپنے غم کے اظہار کے لئے روزہ رکھتا ہے۔ گویا یہ روزہ شیطان کی موافقت میں ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان ملعون و مردود کی پیروی سے محفوظ رکھے۔

(۵) اسی طرح ذی الحج کے چاند کا اعلان پہلے کر دیا جائے، تو مناسکِ حج اور قربانی کے دنوں کو اُن کے اصل دنوں سے ہٹا کر دوسرے دنوں میں کرنا لازم آئے گا اور پوری دنیا کے

لاکھوں فرزندانِ توحید کا حج اور قربانی اپنے اصل دنوں سے ہٹنے کی وجہ سے شرف قبولیت نہیں پاسکے گی۔ کیونکہ حدیث مبارک کا مفہوم ہے کہ وقت سے پہلے کی جانے والی قربانی قبول نہیں ہوتی۔

(٦) قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی نافرمانیوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے اُن پر آنے والے عذاب کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔ یہودیوں کی جملہ نافرمانیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ دن ہفتہ کی تعظیم نہیں کرتے بلکہ اُس کی توہین و بے ادبی کرنے کے لئے مختلف قسم کے حیلے بہانے اختیار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نافرمانی کی وجہ سے اُن کی صورتوں کو مسخ کر دیا۔ لہٰذا ہمیں بھی یہ سوچنا ہے کہ صرف خوش اعتقادی کی وجہ سے کہیں ہم بھی اس گناہ کے مرتکب نہ ہو جائیں۔ کیونکہ باوثوق ذرائع سے یہ معلوم ہوا کہ سعودیہ میں سالانہ تعطیلات کے تعین کی غرض سے بھی عید وحج کے ایام کو آگے پیچھے کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اِس عملِ قبیح سے محفوظ و مامون فرمائے، (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

اُخیر میں سعودی عرب کے ساتھ رمضان وعیدین کرنے کے خواہاں علماء حضرات اور عام لوگوں سے دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ درجِ بالا سطور کو پڑھنے کے بعد انتہائی تحمل مزاجی کے ساتھ غور کریں کہ کیا سعودی عرب کے ساتھ رمضان وعیدین کرکے ہم اپنی عبادتوں کو ضائع نہیں کرینگے اور کیا ہمارا یہ عمل اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب نہیں بنے گا؟۔ یقیناً ناراضی کا سبب بنے گا تو پھر ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ ہمیں کس کا ساتھ دینا ہے؟۔ اگر واقعی میں سعودی عرب کے ساتھ عید منانے کے خواہش مند ہیں، تو پھر اِن لوگوں پر لازم ہے کہ وہ سعودی حکمرانوں سے مطالبہ کریں کہ وہ اپنے فیصلے زبردستی دوسروں پر مسلط کرنے کی بجائے پوری دنیا بالخصوص پاکستان کے مسلمانوں میں سعودیہ کی موجودہ نظامِ رؤیت کے

بارے میں پائے جانے والے تحفظات (Reservations) کا تدارک کریں اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ سعودی حکومت پوری دنیا کے ہر مکتبۂ فکر کے علماء کرام، ماہرین فلکیات وموسمیات کو اپنے نظام رؤیت کو عملی طور پر دیکھنے کا بھرپور موقع دیں اور اُن کو شرعی اور فنی ہر اعتبار سے مطمئن کریں۔ اگر سعودی حکومت ایسا کرنے پر راضی ہو جائے، تو پھر ممکن ہے کہ علماء کرام سعودی عرب کے ساتھ عید کے انعقاد یا عدمِ انعقاد کے بارے میں شرعی اُصولوں کے تحت اپنی رائے دے سکیں۔

رؤیتِ ہلال کے شرعی ثبوت کے لئے فقہاءِ کرام کے بیان کردہ اُصول

(۱) شعبان المعظم کی ۲۹ تاریخ کی شام رمضان المبارک کے چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ چاند نظر آ جانے کی صورت میں اگلے دن رمضان المبارک کی ابتداء کر دی جائے، وگرنہ شعبان المعظم کے ۳۰ دن پورے کر کے رمضان المبارک کا آغاز کیا جائے۔

(۲) اگر ۲۹ شعبان المعظم کو مطلع ابر آلود نہ ہو، تو رمضان المبارک اور عید دونوں کے چاند کے نظر آنے کی شہادت جمِ غفیر یعنی ایک بڑی جماعت کی جانب سے دی گئی ہو۔ اگر چند افراد نے شہادت دی، تو قاضی اُسے قبول نہیں کرے گا۔ جمِ غفیر کی تعداد کے بارے میں فقہاءِ کرام کی متعدد آراء ہیں۔ بعض کے نزدیک ۵۰۰ سو، بعض کے نزدیک ۱۰۰۰ جمِ غفیر ہے۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ جمِ غفیر سے مراد کم از کم پچاس افراد ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ قاضی کی صوابدید پر ہے کہ حالات وواقعات کو دیکھ کر جمِ غفیر ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرے۔ جیسا کہ درِّ مختار میں بھی یہی درج ہے۔

(۳) مطلع ابر آلود ہو، تو عید کے چاند کے شرعی ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں قاضی کے روبرو شہادت دیں اور قاضی ہر اعتبار سے اطمینان حاصل کرنے کے بعد اُن کی شہادت کو قبول بھی کر لے۔ لیکن اگر شہادت امکانِ رؤیت کے مسلمہ سائنسی

اُصولوں کے قطعی خلاف ہو، تو جرح کر کے اُسے رد کیا جا سکتا ہے۔ شہادت کا رد و قبول قاضی کا اختیار ہے۔

چاند کے متعلق چند ماثورہ دعائیں

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

ترجمہ: اے ہمارے رب تو نے یہ (سب کچھ) بیکار پیدا نہیں کیا۔ تو پاک ہے لہٰذا ہمیں جہنم کی آگ سے بچا۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الشَّهْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ الْقَدْرِ وَمِنْ سُوْءِ الْحَشْرِ

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ ساری قوت وقدرت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اے اللہ، میں اس (نئے) مہینے میں تجھ سے خیر کا طالب ہوں۔ اور بری تقدیر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن میں برے طریقے سے تیرے حضور جمع کیا جاؤں۔

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى رَبِّىْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ

اللہ ہم پر اس چاند کو امن اور ایمان اور خیریت اور سلامتی والا کر دے اور (ہمیں) توفیق دے اُس عمل کی جو تجھے پسند اور مرغوب ہو۔ اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔

تمت بالخیر

اردو ترجمہ

فیوض الرحمٰن

تفسیر روح البیان

شیخ القرآن والتفسیر والحدیث حضرت علامہ

مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ

باہتمام

محمد قاسم جلالی

(بانی و چیئرمین و مجلس تفسیر ٹرسٹ کراچی)

اس کتاب میں قرآن پاک کی آسان و بہترین تفسیر کی گئی ہے۔ جس میں قرآن پاک کے مشکل الفاظ کی حل لغات، تفسیر صوفیانہ، تفسیر عالمانہ شانِ نزول، سوال و جواب، سبق و فوائد، حکایات اور دیگر کئی باتوں کا بیان آسان انداز سے کیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام قرآن پاک کو بآسانی سمجھ سکیں اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوار سکیں۔

ناشر

مکتبہ غوثیہ

یونیورسٹی روڈ، کراچی پاکستان

مکتبہ غوثیہ

مین یونیورسٹی روڈ مین گیٹ عسکری پارک کراچی

021-34926110-34910584